بیجنگ میں ابلیس کے نمائندوں کا چوتھا سالانہ اجتماع

تحریر: فضیلتہ الشیخ عابد مجید

بیجنگ میں خواتین کی چوتھی عالمی کانفرنس حقوق نسواں اور آزادی نسواں کے نام پر منعقد ہوئی جس میں زیر بحث آنے والے امور کا ایجنڈا ۱۲۱ نکات پر مشتمل تھا اس ایجنڈے کو بیجنگ ڈاکومنٹ کا نام دیا گیا۔ اخبارات و جرائد نے مذکورہ کانفرنس سے متعلق جو تفصیل فراہم کی اس کے مطابق کانفرنس کے کرتا دھرتا جن امور کا فیصلہ کرا کے انہیں تمام دنیا میں نافذ کرنا چاہتے تھے ان میں چند امور درج ذیل ہیں۔

اول: خواتین کے لئے مذہب، اخلاقیات، قانونی اور معاشرتی روایات سے آزادانہ معاشرے کا قیام۔

دوم: ہم جنس پرستی اور شادی کے بغیر جنسی زندگی سے لطف اندوز ہونے اور حرامی بچے پیدا کرنے کا حق۔

سوم: اسقاط حمل یعنی جنین کو قبل از پیدائش قتل کرنے کا حق۔

چہارم: خاوند کے علاوہ دیگر مردوں کے ساتھ جنسی تعلقات قائم کرنے اور حرامی بچے پیدا کرنے کا اختیار، کانفرنس کا ایجنڈا دیکھتے ہوئے یوں لگتا ہے جیسے یہ کانفرنس گزشتہ سال قاہرہ میں منعقد ہونے والی شیطانی کانفرنس کو آگے بڑھانے کے لئے منعقد کی گئی ہو۔ آیئے اب ذرا کانفرنس کے منعقد کرنے کی اصل غرض وغایت کی طرف متوجہ ہوں۔ کون نہیں جانتا کہ مغرب جب بھی حقوق نسواں کے حوالے سے کوئی بات کرتا ہے تو اسکے پیش نظر مغربی خواتین کم اور مشرقی خواتین زیادہ ہوتی ہیں خصوصاً اسلامی ممالک سے تعلق رکھنے والی

خواتین جن کی اسلامی رویات اور پردہ مغرب کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح چبھتا ہے۔ اس حوالے سے دیکھا جائے تو کانفرنس کے محرکین کی اصل غرض یہ تھی کہ مشرقی ممالک کی خواتین کے لئے بھی ایسے حقوق حاصل کئے جائیں جیساکہ مغربی ممالک کی خواتین کو حاصل ہیں اور اس مقصد کے حصول کی راہ میں ملکی‘ مذہبی‘ قوانین اور معاشرتی روایات کو سرراہ نہیں بننا چاہئے۔ اب ذرا مغربی معاشرے کا ڈھانچہ ملاحظہ فرمائیں تو صاف نظر آتا ہے کہ ان کے یہاں خاندان مردو عورت کے درمیان شادی کے بندھن میں نہیں آتا۔ لہٰذا وہ چاہتے ہیں کہ خواتین کو ہم جنس پرستی کا حق دیا جائے اور نوجواں کو شادی کے بغیر جنسی خواہشات سے لطف اندوز ہونے کی قانونی آزادی دی جائے انہیں نکاح کے بندھن میں مقید نہ کیا جائے اور ان کا جہاں جی چاہے اور جس طرح کی زندگی گزارنا چاہیں گزاریں اس زندگی میں اسے افزائش نسل کا بھی اختیار ہونا چاہئے معلوم ہوا کہ کانفرنس کا بنیادی مقصد خاندانی نظام کی تباہی اور ایسے حیاء سوز معاشرے کا قیام تھا جس میں اشرف المخلوقات بنی نوع انسان بھی گلیوں‘ بازاروں‘ ہوٹلوں‘ تعلیمی اداروں‘ پارکوں‘ ہسپتالوں اور دیگر پبلک مقامات پر کتوں کی طرح جنسی کھیل کھیلتا ہوا نظر آئے اور پوری دنیا بے حیائی‘ فحاشی‘ عریانی‘ بدمعاشی‘ زنا‘ ہم جنس پرستی میں مبتلا ہو کر ننگوں کا کلب بن کر رہ جائے اس شیطانی کانفرنس میں دنیا بھر سے ۲۱۸۰۰ سے زائد نمائندے اور غیر سرکاری تنظیموں کے افراد کے علاوہ ۳۵۰۰۰‘ خواتین بھی شریک تھیں مبصرین کے مطابق اس کانفرنس میں شرکت کرنے والے اکثرخواتین وحضرات حرامی پیدا ہوئے جنہیں والدین کی محبت نہ ملنے کی وجہ سے خاندانی افادیت کا قطعاً کوئی علم نہیں تھا بے حیائی کے دلدادہ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ پوری دنیا برائی کا گڑھ بن کر رہ جائے‘ بے حیائی اور فحاشی کے اس عالمی پروگرام میں یہودی ذہن کا بھی ایک خاص حصہ ہے کیونکہ اس وقت دنیا بھر میں عالم اسلام کے خلاف جتنی سازشیں بھی ہو رہی ہیں ان کی روح رواں یہی یہودی ہیں اس ابلیسی کانفرنس پر مزید تبصرے سے پہلے آیئے ذرا مغربی اور مشرقی معاشرے کا فرق واضح کرتے چلیں۔ مغرب کی خواتین کو وہاں مردوں نے ایک جنسی کھلونا بنا کر رکھ دیا ہے یہی وجہ ہے کہ مردوں نے ان میں سے

اکثر کو شادی کے قانونی حق سے بھی محروم رکھا ہوا ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ ان پر معاشی ذمہ داریاں بھی ڈال دیں اور پھر جائز وناجائز اولاد کی پرورش کی ذمہ داری بھی انہیں سونپی ہوئی ہے۔ کیا یہ ظلم نہیں ہے کہ ایک تو عورت کو شادی کے حق سے محروم رکھا جائے اور اوپر سے اس پر معاشی بوجھ ڈال کر حرامی اولاد کی پرورش بھی اس کی ذمہ داری قرار دی جائے۔ یہ مغرب کی وہ گھناؤنی تصویر ہے جس پر اسے فخر ہے اور یہی کچھ وہ مشرق میں بھی چاہتا ہے مشرقی خواتین اس لحاظ سے بہرحال مغربی خواتین سے بہتر قرار دی جاسکتی ہیں۔ کہ وہ ابھی تک انسانیت کے دائرے میں موجود ہیں برائی مشرق میں بھی ہے مگر اس طرح کھلم کھلا نہیں جس طرح مغرب میں، بلیو پرنٹ فلموں اور ننگے کلبوں والی حیوانیت ابھی یہاں عام نہیں ہوئی گو بھارت میں جہیز نہ لانے کی پاداش میں جتنی اموات واقع ہو چکی ہیں وہ ایک عالمی مسئلہ بن چکا ہے مگر اس کے باوجود بھارتی خواتین کو کسی نہ کسی حد تک شرم و حیا کے معنی ضرور یاد ہیں۔

کنڈوم کلچر:۔ ہر طرح کے ابلاغیاتی پروپیگنڈے کے باوجود مغرب ابھی تک اسلامی ممالک کی خواتین کو اپنے رنگ میں رنگنے میں کامیاب نہیں ہوسکا۔ جس کی وجہ سے وہ معاشرتی اقدار میں جو ایک دو روز میں نہیں بلکہ صدیوں میں جاکر بنتی ہیں اب کنڈوم کلچر ہی کو لے لیجئے۔ اس کلچر کو عام کرنے کے لئے مغربی ممالک نے کیا کیا ہتھکنڈے استعمال نہیں کئے مگر آج بھی مشرقی اور خصوصاً اسلامی ممالک میں شادی شدہ لوگوں کی اکثریت اس کا استعمال نہیں کرتی۔

خاندانی منصوبہ بندی کی مہم:۔ خاندانی منصوبہ بندی کی کامیابی کے لئے ہرسال اقوام متحدہ اور مغربی ممالک اربوں روپے خرچ کرتے ہیں مگر اس کے باوجود مشرق میں انہیں کوئی زیادہ بڑی کامیابی نہیں ملی اور سوائے ایک خاص طبقے کے جو ہر کام میں مغرب کی پیروی اپنا فرض اولین سمجھتا ہے کوئی بھی آسانی سے اس لعنت کو اختیار کرنے پر تیار نہیں ہوتا۔ اب دیکھیں کنڈوم کلچر اور خاندانی منصوبہ بندی کے بعد حالیہ کانفرنسوں میں پاس کی جانے والی قرار دادوں کا عکس

ہمارے ذرائع ابلاغ پر کب نظر آتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ مغرب نے اپنے چہرے پر دوہرا نقاب چڑھایا ہوا ہے اس طرح کی کانفرنسوں کو خوبصورت ٹائٹل دے کر وہ مشرقی خواتین کو متاثر کرنے کی جو بھونڈی کوشش کر رہا ہے اس میں اسے کبھی بھی کامیابی نہیں ہوسکتی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام ابھی دنیا میں باقی ہے اور یہ بچا کچھا اسلام کبھی بھی مغربی ہتھکنڈوں کو کامیاب نہیں ہونے دے گا۔ انشاء اللہ۔

مغرب نے ان کانفرنسوں کے ذریعے اقوام عالم کو بے حیائی اور فحاشی کا جو تحفہ دینے کی کوشش کی ہے اس پر مشرقی ممالک کے سکالرز اور اہل علم تو حیران ہیں ہی خود مغربی ممالک کے مفکر اور اہل دانش بھی انگشت بدنداں ہیں کہ مغربی ممالک کیا انسانوں کے معاشرے کو جانوروں سے بھی بدتر بنانے پر تلے ہوئے ہیں بی بی سی کی طرف سے لئے گئے ایک انٹرویو کے نتائج سے ظاہر ہوتا ہے کہ برطانیہ میں اب صرف ۲۵ فیصد روایتی کنبے ہیں ۷۵ فیصد افراد یا تو عورتوں کو داشتہ بنا کر رکھتے ہیں یا پھر تنہا زندگی گزارتے ہیں خاندانی نظام کی اس سے زیادہ بربادی بھلا اور کیا ہوگی کہ ظالموں نے بوڑھے والدین کو گھر میں رکھنے کی بجائے اولڈ ہاؤسز میں رکھا ہوا ہے جہاں سوائے موت کا انتظار کرنے کے وہ بے چارے اور کچھ نہیں کرسکتے۔ ۱۹ ستمبر ۱۹۹۳ء کو جنگ لاہور کی ایک اطلاع کے مطابق صرف امریکہ میں ایک لاکھ ۲۵ ہزار نابالغ بچے جسم فروشی کے کاروبار سے منسلک ہیں جبکہ ہر سال سکولوں سے فرار ہو کر طوائف کا پیشہ اپنانے والی لڑکیوں کی تعداد ۲ لاکھ سے بھی متجاوز ہے جنسی آزادی کا اس سے بڑا کرشمہ بھلا اور کیا ہوگا کہ اس وقت امریکہ میں طوائفوں کی تعداد چھ لاکھ سے بھی زیادہ ہے جن میں سے اکثریت کم عمر لڑکیوں کی ہے امریکہ ہی میں کئے جانے والے ایک سروے کے مطابق ۵۰ فیصد لڑکیاں ۱۸ سال کی عمر تک پہنچنے سے پہلے ہی اپنے گوہر عصمت سے محروم ہو جاتی ہیں یہ ہیں جنسی آزادی کے وہ کرشمے جنہیں مشرقی ممالک میں بھی دیکھنے کی خواہش مغرب کے دل میں روز بروز بڑھتی چلی جا رہی ہے اس خواہش کی تکمیل کے لئے وہ اپنی زر خرید لونڈی اقوام متحدہ کے ذریعے طرح طرح کے ناٹک رچا رہا ہے کبھی قاہرہ میں خواتین کے حقوق کی جنگ لڑ کر اور کبھی بیجنگ میں عورتوں کی نمائش لگا

کر' اسلام سے بڑھ کر دوسرا کوئی مذہب نہیں جو عورتوں کے حقوق کا اس قدر تحفظ کرتا ہو۔ اسلامی معاشرے میں عورت خواہ ماں کا کردار ادا کرے خواہ بہن کا' بیوی کے روپ میں ہو یا بہن کے' اس کا اپنا ایک مقام ایک شناخت ہے۔ صدیوں پر محیط جہالت اور حیوانیت کو مٹا کر اسلام نے جس انسانی معاشرے کی بنیاد رکھی ہے مغربی شیطان اب اس کا قلع قمع کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں یہ لوگ انسان کو پتھر کے اس دور میں واپس دھکیل دینا چاہتے ہیں جس میں رشتوں کی پہچان ختم ہو جائے اور ننگ دھڑنگ انسان انسانیت کی سطح سے نیچے آکر ابلیس کے گرد رقص کرتا رہے اللہ تعالیٰ ہمیں شیطان مردود سے اور اس کے چیلوں چانٹوں سے محفوظ و مامون فرمائیں اور وہ راستہ اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ جو انسانیت کی معراج کا راستہ ہے۔ آمین

بقیہ ناپ تول

ایک ساتھی مخرفتہ عبدی نے ہجر سے کچھ کپڑا درآمد کیا پھر ہم اس مال کو لیکر مکہ آئے وہاں ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور آپ ﷺ نے ہم سے سلی سلائی قیصوں کے بدلے اس کپڑے کا سودا کیا اور ہم نے وہ کپڑا آپکے ہاتھ بیچ دیا وہاں پر ایک شخص تھا جو اجرت پر سامان تولتا تھا آپ ﷺ نے اس سے فرمایا تول اور جھکا کر تول۔ ناپ تول کے ضمن میں اسلام کی ہدایت یہی ہے کہ کچھ زیادہ دے دیا جائے لیکن کم نہ دیا جائے اور لین دین کے سلسلے میں رسول اللہ ﷺ کا اسوہ حسنہ اور ذاتی طرز عمل بھی یہی تھا کہ آپ لینے والے کو زیادہ دیتے پر کم نہ دیتے۔ چنانچہ حضرت جابرؓ کہتے ہیں میرا حضور ﷺ کے ذمہ کچھ لین دین تھا جب آپ ﷺ نے اس کی ادائیگی کی تو بڑھا کر دیا کم نہیں۔

خلاف پیغمبر کسے راہ گزید
ہرگز بمنزل نخواہد رسید

"اللھم ارزقنا واسعا و شفاء من کل داء" آمین